

سید الشعراً

# حضرت عبد اللہ بن رواحہ الصاری

ظهور احمد اظہر

حضرت عبد اللہ بن رواحہ الصاری رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کی خدمت میں سیف و قلم کے شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔ وہ ریکھا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی لمحات سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ وہ شاعر دربار نبوت تھے۔ اور اس حیثیت سے انہوں نے اسلام اور رسول اکرمؐ کے دفاع کے لئے اپنی زندگی و قوت کر دی تھی۔ جس کے صلے میں انہیں دربار رسالت سے دعا کے ساتھ "سید الشعراً" کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اے

حضرت بن رواحہ مادری اور پدری دوفون نسبتوں سے "خزرجی" تھے۔ کتب تاریخ اور تراجم کے مطابق ان کا سلسلہ نسب یوں ہے: ابو محمد عبد اللہ بن رواحہ بن شعبہ بن امری القین بن عمر بن امری القین بن مالک بن شعبہ بن کعب بن الخزرج۔ ۱۔ کویا ان کا سلسلہ نسب گیارہ پشتون سے ان کے جد اعلیٰ یا باپی تبیلہ الخزرج سے جاملا ہے۔ ان کے سوتیلے بھائی حضرت البر الدبرادر اور ان کے بھائی حضرت نعماں بن بشیر الصاری جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ ابن ججر عقلانی اور حافظ ذہبی نے مراحت سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن رواحہ کی کوئی نزینہ اولاد نہیں تھی۔ اس لئے ان کی نسل آگے نہیں چلی۔ ۲۔

بیعت عقبہ اولیٰ میں الصاری کے بارہ افراد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت

۱۔ طبقات الشعرا، ص ۱۸۸، شرح شواہ المغنى۔ ص ۲۸۸۔

۲۔ مجمحة انساب العرب، ص ۳۶۳، الاصابہ ۲، ۲۹۸؛ ۱، سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۴۴۔

۳۔ الاصابہ ۲: ۲۹۸، سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۴۴۔

مصعب بن عمير کو تعلیم قرآن اور قبلیت اسلام کے لئے آپ نے ان کے ساتھ بھیج دیا۔ آئندہ سال وہ جب حج کے لئے واپس آئے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد مدینہ سے مکہ آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس مرتبہ بیعت کرنے والوں کی تعداد ستر تھی۔ جن میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ ۵

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بھرت کر کے مدینہ پہنچے تو انصار میں سے جن لوگوں نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور پہنچے ہاں فرکش ہونے کی درخواست کی ان میں حضرت ابن زاحم بھی شامل تھے۔ پھر جب بدرا کے مقام پر مشرکین اور اہل اسلام کے درمیان پہلا تاریخی معرکہ ہوا تو سب سے پہلے مقابلے میں آنے والوں میں حضرت ابن رواحہ شامل تھے اور انہوں نے ہی آنحضرت کے حکم سے اہل مدینہ کو فتح اسلام کی خوشخبری سنائی تھی۔ ۶

سند چھٹہ بھری کے آخر میں حدیبیہ کے مقام پر جب بیعت الرضوان ہوئی اور اہل مکہ کے ساتھ معاهدہ صلح طے پایا تو اس وقت بھی حضرت ابن رواحہ آنحضرت کے شرکیہ سفر تھے۔ اس معاہدہ کی رو سے مسلمانوں کو آئندہ سال عمرۃ القفار کی اجازت ملی۔ اس موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ اذنیٰ پر سوار ہو کر مکہ میں داخل ہوئے تو ابن رواحہ نے آپ کی سواری کی مہار پکڑ رکھی تھی اور آگے آگے یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

خلوا مبني الکفار عن سبیله خلوا نكل الخير في رسوله

ترجمہ: اے ابا نئے کفار! اللہ کے رسول کا راستہ چھوڑ دو! آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ کیوں کر خیر و برکت ساری کی ساری اللہ کے رسول میں ہے۔

حضرت عمر رضی عنہ نے جب انہیں یہ رجزیہ اشعلد پڑھتے ہوئے سننا تو مجھنے لگے: اے ابنِ زاحر!

۵۔ سیرت ابن ہشام ۲: ۲۷۳ تا ۸۳۔

۶۔ حوالہ سابق - ص ۱۲۰۔ طبقات ابن سعد ۳: ۷۹۔

۷۔ سیرت ابن ہشام ۲: ۲۲۴، ۲۹۴۔

۸۔ سیرت ابن ہشام ۳: ۳۲۱، ۳۲۱، الاصابہ ۲: ۲۹۸۔

اللہ کے حرم میں اور رسول کی موجودگی میں تم شعر پڑھتے ہو؟ مگر آنحضرت نے انہیں وجہ زیر اشعار جاری رکھنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا، عمر! اسہنے بھی دو! خدا کی قسم عبداللہ بن رواحہ کے اشعار کفار کے لئے تیروں کی چمجن سے بھی زیادہ اذیت ناک اور درد انگیز ہیں۔<sup>۹</sup>

عمرۃ القضاۓ سے والپسی پر آپ نے ابن رواحہ کو خبر کے یہودیوں سے خراج وصول کرنے پر مانع فرمایا اور حکم دیا کہ خود انہما زادہ لگا کر خراج کی مقدار متعین کر لینا، یہودیوں نے پورا خراج ادا کرنے سے بچنے کے لئے ایک ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ انہی عورتوں کے زیور جمع کر کے ابن رواحہ کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ اگر تم ہمارا خراج کم کر دو تو یہ سب تمہاری نذر ہیں۔ ابن رواحہ نے فرمایا، ہم یہودیوں! تم میرے نزدیک اللہ کی مبغوض ترین قوم ہو، تم نے اللہ کے رسولوں کو قتل کیا ہے اور خدا پر بہتان باندھے ہیں، رشوت حرام ہے، میں ایسا ہو گو نہیں کروں گا!۔<sup>۱۰</sup> یہودی ان کی دیانت پر حیران رہ گئے اور کہنے لگے، تم سچے ہو، اسی انصاف دیانت پر زمین و آسمان قائم ہیں۔ ٹوڑخین کے متفقہ بیان کے مطابق حضرت ابن رواحہ مسلسل ابی خیر سے خراج وصول کرنے پر متعین رہے۔ ایک مرتبہ ایک مرکش یہودی کی سرکوبی کے لئے تیس مجاہدین کے ساتھ خبر پر چڑھائی کی اور اُسے قتل کر کے واپس آئے۔<sup>۱۱</sup>

مجادی الادلی سنه آٹھ بھری میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کی زندگی کا سب سے آخری اور اہم ترین واقعہ پیش آیا یعنی غزوہ موتہ۔ اس واقعہ کی تفصیلات تو کتب تاریخ میں محفوظ ہیں، یہاں

- ۹۔ شرح شواہ المغفی، ص ۳۹، سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۹۹، طبقات الشعراء، ص ۱۸۶۔

سیرت ابن بیشام ۳: ۱۳۔

- ۱۰۔ سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۰۰، الاصابیر ۲: ۲۹۹، منڈا محمد ۳: ۳۴۷، طبقات الشعراء ص ۱۸۷، طبقات ابن سعد ۳: ۸۰۔

- ۱۱۔ شرح شواہ المغفی ص ۲۸۸، سیرت ابن بیشام ۳: ۲۴۴، الاصابیر ۲: ۲۸۸، سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۴۴، کتاب المحتبر ص ۱۱۹۔

- ۱۲۔ تاریخ طبری ۳: ۳۴۶، تاریخ کامل لابن الاشیر ۲: ۱۵۹، ۱۷۱ تا ۱۷۳، طبقات ابن سعد ۳: ۸۰، سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۷۲۔

ان کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت ہے، البتہ مختصر اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آپ نے دیگر شاہان وقت کی طرح ہرقیل شاہ و روم کو بھی اسلام کی دعوت دی اور اس کے پاس اپنا قاصد بھیجا، جسے شر جبیل بن عمرو الغساني نے اذیت دے کر شہید کر دیا، اس امر کی اطلاع جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔ اور حرشہزادہ غسان کے اکانے پر ہرقیل شاہ و روم ایک لاکھ فوج لے کر عرب کی سرحد پر آن پہنچا، جہاں ایک لاکھ عرب تمباٹی بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔<sup>۱۳</sup> آنحضرت نے بھی مصلحت اسی میں دیکھی کہ کفار کے دلوں میں رعب و اتنے کے لئے انہیں آگے بڑھ کر سرحد پر ہی روکنا چاہیے۔ چنانچہ تین ہزار جان بازوں کا شکر تیار کیا اور اس کی قیادت حضرت جعفر طیار کے پیرو فرمائی اور حکم دیا کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو زید بن حارثہ شکران سنبھالیں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ قیادت کریں۔<sup>۱۴</sup>

شکر اسلام نے جب دشمنوں کی قعود کا جائزہ لیا تو درود و فکر تک خود فکر کرنے کے بعد بعض اصحاب نے یہ رائے دی کہ دشمن کی تعداد کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیتی چاہیے اور آپ کی رائے پر عمل کرنا چاہیے۔ مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے حوصلے پر ہاتھ ہوئے کہا:-

"اے لوگو! خدا کی قسم جس چیز سے تم خائف ہو وہ تو وہی چیز ہے جس کے نئے تم گھوون سے نکلے تھے، تم تو شہادت کے طالب ہیں فتح و شکست سے بے نیاز ہیں۔ اے لوگو! تم تعداد یا قوت پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ تم تو اس دین کے بل بوتے پر بوتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز دے سے بلند فرمایا ہے، چلو آگے بڑھو۔ دو اچھائیوں میں سے ایک تمہارے لئے ضروری ہے، غلبہ یا شہادت۔"<sup>۱۵</sup> تمام فوج نے کہا: بخدا ابن رواحہ سچ کہتے ہیں، اور پھر فوج دشمن پر بوٹ پڑی اور صفویوں کی صفائی اٹ دیں، جب جعفر طیار اور زید بن حارثہ شہید ہو چکے تو عبداللہ بن رواحہ نے علم بلند

- ۱۳۔ طبری - ۳۸ : ۳ -

- ۱۴۔ الاصابہ ۲: ۲۹۹، سیر اعلام النبلاء ۱: ۷۲، سیرت ابن ہشام ۳: ۱۵ -

- ۱۵۔ سیرت ابن ہشام ۳: ۲۷، حلیۃ الاولیاء ۱: ۱۲۰ -

کر دیا اور یہ رجز پڑھنے لگے۔ ۶

(۱) یا نفس الاتقنتی تموتی هذاحمام الموت قدصلیت

(۲) وما تمنیت فقد اعطيت ان تفعی فعدهما هدیت

(۳) اے نفس اگر تو مقتول نہیں تو مرے لا تو ہر حال میں اور اب تو تو موت کے میدان میں داخل ہو چکا ہے۔

(۴) تجھے جس چیز کی تناخی وہ تجھے مل گئی اب اگر قبھی جعفر اور زید کے نقش قدم پر بچے تو ہدایت پا جائے۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ گھوڑے سے اُترے اور گوشت کا ایک مکروہ منہ میں دالا۔ اتنے میں میدان چنگ سے لڑائی کی آواز سنائی دی، فوراً تداراٹھائی اور دشمن پڑوٹ پڑے اور کشتوں کے پتے لگاتے گئے، حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ عالم

حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے جو والہا نہ عشق تھا اس کا پیر تو آپ کے اقوال اور ارشادات کو حفظ کرنے اور رسولی تک پہنچانے میں بھی جھلکتا دکھائی دیتا ہے، دوسرے صحابہ کرام کی طرح وہ بھی "لگفتہ" اور "لگفتہ اللہ بود" پر ایمان رکھتے تھے، ایک مرتبہ رسول اکرمؐ خطبہ ارشاد فرماسہے تھے اور ابن رواحہ نماز کے لئے مسجد کی طرف چلے آرہے تھے۔ آپ کے منہ سے "اجلسوا" (بلیٹھ جاؤ) کا لفظ نکلا جسے ابن رواحہ نے بھی سننا اور یہ خیال کیا کہ آپ سب کو بیٹھنے کا حکم دے سے ہیں، مجھے بھی بیٹھ جانا چاہیے کہیں آگے اُٹھنے والا قدم اطاعتِ رسول سے اخراج گستاخی نہ ثابت ہو۔ چنانچہ اسی جگہ مسجد سے باہر پیٹی ہوئی ریت پر بیٹھ گئے۔ اس بات کا علم جب آخر حضرت کو ہوا تو آپ نے خوش ہو کر دعا دی کہ اللہ کے رسولؐ کی اطاعت میں برکت اور اضافہ ہو۔ ۱۷

حضرت ابن رواحہ اگرچہ حضورؐ کی زندگی ہی میں شہادت کی سعادت سے مشرف ہو گئے تھے اور

۱۴۔ شرح شواہد المغنى، ص ۲۸۸۔ ۱۱۹ تا ۱۲۰، الاصابہ، ۲، ۲۹۹، حلیۃ الادیوار، ۱، ۱۷: ۱۔ الکامل لابن لاثیر: ۲: ۱۴۰۔

۱۵۔ سیرت ابن ہشام ۲: ۳۲۹، خزانۃ الادب ۱: ۳۴۳۔

۱۶۔ حلیۃ الادیوار ۱، ۱۱۹ تا ۱۲۰، سیر العلام النبلار ۱، ۱۶۷، الاصابہ ۲: ۲۹۹۔

انہیں حدیث نبڑی کی اشاعت کا نزدیک واقع نہ مل سکتا تھا۔ مگر جس شخص کا عشقی رسول اور اطاعت اس درجے پر ہو وہ اس فرض سے غافل کیوں کر رہ سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے حدیث سنی اور دوسروں تک پہنچائی، جن میں جلیل القدر صحابہ بھی شامل ہیں جیسے حضرت نعیان ابن بشیر، ابوہریرہ، ابن عباس، انس بن مالک اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔ بعض تابعین نے بھی آپ سے بعض مرسن احادیث روایت کی ہیں جن میں عبدالرحمن بن ابی لیبلی، قیس ابن ابی حازم، عروہ بن زبیر، عطا بن یسار، عکرمہ، زید بن اسلم اور ابوسلمہ ابن عبدالرحمن بھی شامل ہیں۔ ۱۹

حضرت عبد اللہ بن رواحہ بڑے حاضر دماغ تھے اور قویِ دلائل سے دوسروں کو لا جواب کر دینے کی صلاحیت رکھتے تھے، کیوں نہ ہو آخر وہ شاعر بھی تو تھے۔ شاعر اکثر حاضر جواب اور حساس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ پڑھنے بھی تھے۔ دورِ جاہلیت کے تاریک پردوں کے پیچھے۔ ہنہ والے معاشرے میں جو چند ایک پڑھنے لئے خوش نصیب مل جاتے تھے حضرت ابن رواحہ بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔ ۲۰

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے ہمیں اپنی سواری پر ہی نماز پڑھنے کی اجازت فرمائی، ہم سب نے تو ایسے ہی کیا مگر ابن رواحہ اپنی سواری سے اُترے اور زمین پر نماز ادا کی۔ آپ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہیں طلب فرمایا اور ساتھ ہی اپنے پاس موجود لوگوں سے کہا کہ دیکھنا یہ ابن رواحہ اپنی قوی دلیل پیش کر کے ہمیں لا جواب کر دے گا۔ جب وہ حاضر ہو گئے تو پوچھا، ابن رواحہ! میں نے سواریوں پر ہی نماز پڑھنے کو کہا تھا مگر تم نے زمین پر اُتر کر نماز پڑھی؟۔ حضرت ابن رواحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو ایک ایسی گردان کی آزادی (معفوت) کے لئے کوشان ہیں جسے خدا نے پہنچا ہی آزاد کر رکھا ہے (آپ کے لئے پہنچے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں) مگر میں ایک ایسی گردان کی آزادی کے لئے کوشان ہوں جو ابھی تک آزاد نہیں ہو سکی، اب اگر میں زمین پر

۱۹۔ تہذیب التہذیب ۵: ۲۱۲، الاصابہ ۲: ۲۹۸، سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۶۴، حلیۃ الاولیاء ۱: ۱۱۹۔ تا ۱۱۷۔

۲۰۔ سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۶۴، الاصابہ ۲: ۲۹۸، شرح شواہ المغنى ص ۲۸۸۔

اُتر کرنماز ادا نہ کرتا تو کیا کرتا۔ اس پر آپ نے صحابہ سے کہا: میں نے تم لوگوں سے کہانہ تھا کہ یہاں پر طرف سے بُرمان قاطع لے کر آئے گا؟ ۔ ۷۱

حضرت ابن رواحہ کی حاضر جوابی اور بیدار مفرزی کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہو سکتا ہے جو اپنے اندر دلچسپی کا پہلو بھی لئے ہوئے ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ایک لوٹدی خرید رکھی تھی، مگر ان کی بھولی بھالی بیوی کو اس کا عالم نہ تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہہ دیا کہ تیرے شوہر نے ایک لوٹدی خرید رکھی ہے، اور وہ ابھی ابھی اس کے ساتھ کچھ وقت گزار کر والپس آ رہے ہیں۔ بیوی نے غصے اور ناراضگی کے ساتھ اپنے شوہر کا سامنا کرتے ہوئے کہا: اچھا تو آپ اپنی آناد بیوی کی نسبت ایک لوٹدی کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور اسے ترجیح دیتے ہیں؟ ۔ حضرت ابن رواحہ نے اسے خوش کر کر نہ اور غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے یونہی سر ہلا دیا اور وہ یہ سمجھی کہ آپ انکار کر رہے ہیں، اس لئے کہنے لگی: اچھا تو قرآن کی تلاوت کرو۔ کیونکہ حالت ناپاکی میں قرآن پڑھنا جائز نہیں، چنانچہ ابن رواحہ نے حاضر دماغی اور بدیہہ گوئی سے کام لیتے ہوئے فرما: آیاتِ قرآنی سے ملتا جلتا ایک شعر کہہ ڈالا اور بیوی نے اسے آیت سمجھ کر یقین کر لیا۔ شعر یہ ہے:-

شہدت بان وعد اللہ حق و ان النار مشوی الكافرینا

میں گوای دیتا ہوں کہ اللہ کا وعد حق ہے اور یہ کہ آگ ہی کافروں کا لمحکانہ ہے۔

بیوی نے کہا جما ایک آیت اور سناؤ ابھی رواحہ نے دوسرا شعر کہہ ڈالا:-

وان العرش فوق السماء طافی و فوق العرش رب العالمينا

عرش پانی کے اوپر گردیاں ہے اور عرش کے اوپر جہاں لوں کا پر درود گار جلوہ افروز ہے۔

بیوی کہنے لگی: ایک اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے الحجہ بھر سوچ کر تیسرا شعر کہا:-

و تحمله ملائکة کرامہ ملائکة الالہ مقر بینا

اور اس کو مکرم فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے مقرب (فرشتے) ہیں۔

یہ اشعار سن کر شعروثار عربی سے ناقص سادہ دل خالقون کو یقین آگیا کہ واقعی ابن رواحہ کوئی

نئی سورۃ تلاوت کر رہے ہیں جو ابھی تک دنہنہیں سُکی اور کہنے لگی ہے میں اللہ پر ایمان لا تی ہوں، بگھانی کو ترک کرتی ہوں اور آپ کو سچا سمجھتی ہوں کیوں کہ کتاب اللہ کی تلاوت میرے اور آپ کے معاملہ میں فیصلہ کن حکم ہے۔ ۲۲

حضرت ابن رواحہ نے یہ داقر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ بہت محظوظ ہوئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: بخدا یہ ایک دلچسپ تعریف ہے۔ ابن رواحہ خدا تمہاری مغفرت فرمائے، تم لوگوں میں بہتر دہی لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ ۲۳

مندرجہ بالائیں اشعار جہاں حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی حاضر جوابی اور بدیہیہ گوئی کا ثبوت پیش کرتے ہیں وہاں ان کی قرآن شناسی اور اسلوب قرآنی سے متاثر ہونے کی بھی واضح دلیل ہیں، عہد نبوت کے عرب شعراء نے قرآن کی تعلیمات اور اسلوب سے زبردست اثر بقول کیا ہے۔ ابن رواحہ کے یہ اشعار سادہ، آسان اور عام فہم انداز میں ہیں اور ان میں وہ لفاظی بھی نہیں ہے جو عرب شعرا کا خاصہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان میں فصاحت و بلاغت کی چاشنی اور سلاست دروانی بھی کمال درجے کی ہے، ایسے اسلوب کو عربی تقدیر و بلاغت کی اصطلاح میں "سهیل ممتنع" کہا جاتا ہے۔

حضرت ابن رواحہ کی شاعری پر گفتگو سے پہلے مختصر طور پر ان آراء کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو ان کے باسے میں محفوظ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن رواحہ سے بہت محبت تھی اور ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ انہیں خیر کے خراج پر متعین فرمایا، بدر صغری کے موقع پر انہیں مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا، اور پھر بدر کبری میں فتح کی بشارت دیے کہ انہی کو مدینے پہنچو۔ آپ نے ایک موقع پر ان کے باسے میں فرمایا:

”ابن رواحہ پر اللہ کی رحمت ہو انہیں وہ مجالس پسند ہیں جن میں شامل ہونا ملائکہ کے لئے بھی قابلِ فخر ہے“<sup>۲۴</sup> حضرت ابو الدردہ دار، جوان کے سوتیلے بھائی تھے، کا بیان ہے کہ جب شدت کی گرمی

-۲۲۔ سیر العلام النبلاء ۱: ۱۷۱، شرح شواهد المغنی ص ۲۹۱، الاصابہ ۲: ۲۹۹۔

-۲۳۔ شرح شواهد المغنی ص ۲۹۲۔

-۲۴۔ الاصابہ ۲: ۲۹۹، سیر العلام النبلاء ۱: ۱۷۲، طبقات ابن سعد ۳: ۸۰۔

والے دن ہم سفر پر ہوتے تو ہم میں صرف دو روزہ دار ہوتے تھے۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے عبداللہ بن رواحہ۔ ۲۵

ابن سعد نے انہیں بدری صحابہ سابقین اولین کے طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔ محمد بن سلام کا قول ہے کہ ابن رواحہ اپنی قوم میں عظیم المرتبت اور زمانہ جاہلیت میں بنو خزر ج کے سردار تھے اور وہ جس طبقہ شعراء سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سرداری اور قیادت کے لحاظ سے کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہیں تھا، جب اسلام آیا تو وہ اس کے مخلص فدائی اور پیغمبر اسلام کے سچے جان شار ساختی بن گئے اور آپ کی نظر میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ ۲۶

افسوس کی بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اگرچہ بڑے پائے کے شعراء میں سے تھے اور انہوں نے شعرو شاعری کے اس معنے کے میں بڑا اہم کردار ادا کیا جو ہجرتِ نبوی کے بعد مکہ اور مدینہ کے شعراء کے درمیان برباد ہوا تھا۔ مگر ان کا کلام مرتب شکل میں نہیں ملتا اور بہت کچھ ضائع بھی ہو چکا ہے لیکن ان کے بہت سے اشعار ابھی تک تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں بکھرے بڑے ہیں انہیں جمع کر کے بلاشبہ ان کا دیوان تیار کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابن رواحہ کی شاعری کے موضوعات میں سے ایک خزر ج اور بناؤس کے درمیان دہ منافر اور مقابلہ اور معارضہ کیا کرتے تھے۔ ۲۷ اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی شاعری مدح بن الخطیب کا مقابلہ اور معارضہ کیا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی شاعری مدح رسول اسلام کے دفاع اور تریش مکہ کی، بخوبی کا جواب دینے کے لئے وقف کر دی۔ ان کی شاعری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور آپ کے عہد کے تاریخی واقعات کی تصویر پیش کرتی ہے۔

بعثت نبوی کے وقت جزیرہ نما عرب میں بدودی (دیہاتی یا صحرائی) اور حضری (شہری) شعراء کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ شہری شعراء میں سے پانچ شاعر شہری شرب (جو بعد میں مدینہ انبیاء کی تھیں)

- ۲۶ - طبقات ابن سعد ص ۲۹۱

- ۲۵ - سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۱۴۷

- ۲۸ - شرح شواہ المغنی ص ۱۸۶

- ۲۷ - طبقات الشعرا ص ۲۹۱

اور المدینۃ المنورۃ کے نام سے مشہور ہوا) کے تھے۔ ان میں سے تین، بتو خزرج سے اور دو بتو اوس سے تھے۔ بتو اوس کے دونوں شاعر قیس ابن الخطیم اور ابو القیس بن اشناش بیس جو عہدِ<sup>۷۹</sup> بتو پانے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کے باوجود صحابی کا درجہ حاصل کرنے سے محروم رہے۔ مگر بتو خزرج کے تینوں شعراً حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ<sup>۸۰</sup> جبیل القدر صحابہ میں شمار ہوئے اور شعرائے رسول ہونے کا فخر حاصل کیا۔ چنانچہ حضرت محمد ابن سیرین کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراً تین تھے۔ ابن رواحہ، حسان اور کعب۔ یہ تینوں شاعر قریشی مکہ کی، ہجو کا جواب دیتے تھے، حسان اور کعب تو شعراً مکہ کی طرح اپنے جنگی کارزار سے اور فضائل بیان کرتے، مگر ابن رواحہ انھیں کفر و مشرک پر عار دلاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل تو حسان اور کعب کے اشعار قریشی مکہ کو حصیتے تھے مگر اسلام لانے کے بعد ابن رواحہ کا کلام ان کی ندامت اور شرمندگی کا باعث بن گیا۔ ۱۳۰

اس میں شک نہیں کہ ان تینوں شعراً میں جو مقام حضرت حسان بن ثابت کو حاصل ہوا وہ دوسرے دو صاحبوں کو نصیب نہیں ہو سکا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں کے سپرد جو کام تھا وہ بڑا کھنڈ اور نازک تھا۔ ان کے سپرد ایک ایسی قوم کی، ہجو کوئی تھی بخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قوم تھی اور ضرورت اس بات کی تھی کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ چنانچہ اس میدان میں صفتر حضرت حسان کا میاب ہوئے جنہوں نے آپ سے یہ عرض کر دیا تھا کہ میں آپ کو لوں بچاؤں گا جس طرح آئے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ ۱۳۱ ایک دفعہ آپ نے ابن رواحہ کو مسجد نبوی میں بلا کر مشرکین کی ہجو کا جواب دینے کو کہا اور انہوں نے فی البدیہ ایک قصیدہ کہا۔ جب وہ اس شعر پر پہنچے:-

۲۹- المرزاںی ص ۱۹۴، طبقات الشعراً ص ۱۸۹، خزانۃ اللادب ۱: ۳۶۱۔

۳۰- سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۴۹، شرح شواہ المعنی ص ۲۹۰۔

۳۱- سیر اعلام النبلاء ۱: ۱۴۹۔ ۳۲- طبقات الشعراً ص ۱۸۰۔

نثبٰت اللہ ما آتاک من حسٰنٰ کا المرسلین و نصرٰ الالذی نصرُوا  
 (خلانے آپ کو جو محاسن عطا کئے ہیں انھیں ثابت و باقی رکھے جس طرح اس نے دوسرے  
 انبیاء کے ساتھ کیا۔ اور جس طرح دوسروں کو اپنی نصرت سے نوازا، اسی طرح آپ کو بھی فوائد  
 اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں "سید الشعراً" کا خطاب دیتے ہوئے ان  
 کے لئے دعا کی کہ :

"خدا انھیں بھی ثابت قدم رکھے و ۳۳۷"

"جھرہ اشعار العرب" کے مصنف نے سات مختلف عنوانات کے تحت عرب کے  
 بہترین قصائد کا انتخاب درج کیا ہے۔ ان میں سے چوتھا عنوان "المذہبات" (رأب زر  
 سے رکھے ہوئے قصائد) ہے، ان میں تیسرا "مذقبہ" حضرت عبد اللہ ابن رواحہ کا ہے۔  
 جو ۲۲ اشعار پر مشتمل ہے۔



- ۳۳۶ - شرح شواحد المعنی ص ۱۸۹، سیر اعلام النبلاء ۱۴۹، طبقات الشعراً ص ۱۸۸۔

- ۳۳۷ - جھرہ اشعار العرب ص ۲۳۹